شبلی نعمانی بحیثیت تنقید نگار

اردو تنقید نگاری کی دنیا میں جو اہمیت حالی کو ملی شبلی کو نہیں ملی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شبلی نے حالی کی طرح تنقید نگاری کے اصول سے متعلق کوئی باضابطہ تصنیف نہیں چھوڑی۔ انکی کتاب موازنۂ انیس و دبیر، شعر العجم اور چند ایک مضامین انکی تنقیدی بصیرت پر دال کی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان سے تنقید کے مبادیات اور اصول تنقید پر بحث کا دروازہ نہیں کھلتا۔

موازنۂ انیس و دبیر اگرچہ اس وجہ سے بڑی اہمیت رکھنے والی کتاب ہے کہ اس نے انیس و دبیر کے شعری کارناموں کو سمجھنے میں بڑی مدد کی ہے۔ اس کتاب نے انیس و دبیر کو ایک دوسرے پر فوقیت دینے والی جماعتوں کا قلع قمع کر دیا۔ اگرچہ بعضوں نے اس کتاب پر یہ تنقید بھی کی ہے کہ شبلی نے دبیر کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ مگر انیس و دبیر کے کلام کا بغور مطالعہ اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ شبلی کے محاکمے صداقت پر مبنی ہیں۔ صرف ایک کچھ اشعار کو ہر شاعر کے یہاں اچھے مل

جاتے ہیں مگر کسی تماکیے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ذہنی رجحان کو
گرفت میں لایا جائے ۔ اس اعتبار سے فصاحت اور روزمرہ کی جو مثالیں
انیس کے یہاں ملتی ہیں دبیر کے یہاں عنقا ہیں ۔ اسی طرح شعر العجم فارسی
شاعری پر ایک جامع و مانع تصنیف سمجھی جاتی ہے ۔ ان تمام اوصاف کے
باوجود اردو تنقید نگاری کی دنیا میں شبلی کو وہ اہمیت حاصل نہیں ہے
جو حالی کو ہے ۔ اس کی وجہ مندرجہ بالا سطور میں پیش کی گئی ہے ۔

شبلی حالی سے زیادہ ذہین ہیں ۔ شعر و ادب
کو حالی سے بہتر طور پر پرکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے ۔ حالی کے مقابلے
میں ایک دلکش اور شاداب اسلوب کے مالک تھے ۔ لیکن ان کے سوچنے کے
میدان میں شعر و ادب کے علاوہ بھی تھے ۔ وہ بیک وقت شعر و ادب، فلسفہ، مذہب
اور ادب و رومانی پر خامہ فرسائی کرتے تھے ۔ اس لئے ان کی دلچسپیاں مختلف
تھیں ۔ ان موضوعات پر لکھتے رہے اور مختلف موضوعات سے دلچسپی کے باعث
وہ غور و خوض نہیں کر سکتے ۔ انکو تلاش و تجسس کا موقع بھی کم ملتا تھا ۔
چنانچہ وہ بعض اوقات محمد حسین آزاد کی طرح غیر مستند روایتوں کو بھی صحیح سمجھ

لیتے تھے۔ اگرچہ انکی ادبی کاوشیں انکی بالغ نظری کا ثبوت محمد حسین آزاد کے مقابلے میں زیادہ وضاحت سے پیش کرتی ہیں۔

حالی کی طرح شبلی کو بھی مغربی طرز تنقید کی خامیوں کا احساس تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے انداز تحریر میں قدیم طرز سے فرق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر مغربی طرز تنقید سے ان کو براہ راست واقفیت نہیں تھی۔ اس وجہ سے انکو زیادہ تر اپنی علمی صلاحیت اور ذہانت پر بھروسہ کرنا پڑا

یہ بات درست ہے کہ شبلی نے حالی کی طرح تنقید کے مبادیات اور اصول سے متعلق کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی، مگر شعر و محرکات سے متعلق شعر العجم میں انکی تحریروں کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں زیادہ انفرادیت ہے۔ ان میں شبلی کی داخلیت بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ جبکہ مقدمہ شعر و شاعری میں اس کا فقدان ہے۔ شبلی جو کہ شعر سمجھتے تھے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ وہ حالی سے زیادہ ذہین، طباع، شگفتہ مزاج اور سخن فہم ہیں بلکہ ان ان سے زیادہ قوم و ملک کے لٹریچر اور معاشرت کی اصلاح کی فکر رکھتے تھے

حالی انگریزوں کو مسلمانوں کا دوست اور کورانہ تقلید مغرب میں ان کو بھی خیرخواہ سمجھتے تھے مگر شبلی سارے مغرب کو ملت اسلامیہ کا دشمن اور حریف سمجھتے تھے۔ حالی سرسید کی آنکھوں سے ملت اسلامیہ پر نگاہ ڈالتے تھے۔ جبکہ شبلی آزاد خیال تھے۔ وہ ترقی کی راہوں پر حالی سے زیادہ تیز گام تھے۔ حالی سرسید سے اختلاف رکھنے کے باوجود ان کے خلاف لب نہ ہلا سکے مگر شبلی نے کھلم بغاوت بلند کیا۔ شبلی اگر اپنی علمی و دینی سرگرمیوں کو صرف ادب و شعر اور تنقید تک محدود رکھتے۔ وقت کے حالات مغربی خیالات سے براہ راست واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تو آج اردو تنقید میں حالی سے زیادہ اہم اور روشن نام ہوتا۔

شبلی کا اسلوب نگارش بھی حالی سے زیادہ شگفتہ اور بلیغ ہے۔ ان کا اسلوب بیان میں جاذبیت اور دلکشی ہے۔ نوجوان طبقہ اسلوب بیان کے معاملے میں حالی سے زیادہ شبلی سے متاثر ہے۔ جہاں تک مشرق کی اچھی باتوں کو پیش کرنے اور مغرب سے مرعوب نہ ہونے کی بات ہے وہاں تک شبلی حالی کے مقابلے میں زیادہ روشن دماغ ادیب و ناقد ہیں۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں یہ بات بڑی آسانی سے کہی
جا سکتی ہے کہ شبلی اردو کے ایک اہم ناقد ہیں۔ انہوں نے ہم کو ایک ایسی
روشنی دی جس میں ہم نے مشرق کے شعر و ادب کو صحیح جانا۔ اپنے وقت کے
عالموں، دانشوروں، ادیبوں اور رہنماؤں کے مشورے پر عمل کر کے مشرق کی
ہر چیز کو دربار دنیا سے شعور و ادراک بہر حال شبلی نے بخشی ہے۔ ہم
اسکے لیے انکے مرہون منت ہیں۔